پروفیسر محمد اقبال جاوید

اردو رسائل کے حدیث نمبر
ایک تعارفی جائزہ

ان سطور میں پروفیسر محمد اقبال جاوید نے پاک و ہند سے شائع ہونے والے چار حدیث نمبروں کا تعارف کرایا ہے۔ انہوں نے صرف فہرست مندرجات اور بعض اقتباسات دینے پر اکتفا کیا ہے، تاکہ ان نمبروں کا خلاصہ سامنے آسکے۔ افادیت کے لئے اسے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ادارہ

☆☆☆

ماہنامہ الحسنات، رام پور (یو۔ پی)

حدیث نمبر۔ جنوری۔ فروری ۱۹۵۴ء

مدیر: ابوسلیم محمد عبدالحی ۔جلد ۱۵۔ نمبر ۱، ۲، ۳، ۴

☆☆☆

مندرجات

۱۔ احادیث کی دین میں اہمیت۔ جناب مولانا ابوبکر صاحب اصلاحی
۲۔ ہے انکارِ سنت سراسر ضلالت (نظم)۔ جناب مولانا پیر نورالدین صاحب نیر کوسوی
۳۔ اطاعتِ رسول کی اہمیت۔ مرتب
۴۔ فنِ حدیث کی اصطلاحیں۔ جناب مولانا محمد سلیمان صاحب قاسمی
۵۔ اجتماعی زندگی کے لئے ہدایات۔ جناب مولانا شمس الدین صاحب پیرزادہ

۶۔ مقامِ رسول (نظم)۔ جناب ضیا محمد صاحب ضیا
۷۔ احادیثِ نبویؐ نے عورت کو کیا مقام دیا؟ جناب مولانا سید حامد علی صاحب
۸۔ اتباعِ سنت کا صحیح مفہوم۔ مرتب
۹۔ تدوینِ حدیث۔ جناب مولانا محمد سلیمان صاحب قاسمی
۱۰۔ قال رسول (نظم)۔ جناب ابوالبیان صاحب حماد
۱۱۔ حدیث (نظم)۔ جناب ابوالبیان صاحب حماد
۱۲۔ رسول ہر حال میں رسول ہوتا ہے۔ مرتب
۱۳۔ قرآن اور حدیث (نظم)۔ جناب مولانا محمد نور الدین صاحب نیر کوسوی
۱۴۔ قربِ الٰہی اور اس کے حصول کے طریقے۔ جناب مولانا سید حامد علی صاحب
۱۵۔ صحابہ اور سنتِ رسول۔ مرتب
۱۶۔ اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟ (نظم)۔ جناب مائل صاحب خیر آبادی
۱۷۔ کیا ہر ظنی بات کو رد کر دینا چاہئے؟ جناب مولوی شاہ محمد اسعد صاحب
۱۸۔ عورتوں کی کامرانی کی راہ۔ جناب مولانا سید حامد علی صاحب
۱۹۔ دین میں رسول کا مقام۔ مرتب
۲۰۔ خالص قرآنی نظام (ایک طنز)۔ جناب نعیم صدیقی صاحب
۲۱۔ سنتِ او۔ (نظم)۔ جناب مولوی محمد نیاز صاحب
۲۲۔ نیا پلان (افسانہ)۔ جناب ابن فرید صاحب
۲۳۔ رسول کی حیثیت۔ جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

چند اقتباسات

رسول کی اطاعت اس کی وفات کے بعد

اگر کتاب کے زمانہ نزول میں ایک انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کتاب کا زندہ نمونہ ہو اور اہم ضرورت پر کتاب کے مطالب کی وضاحت کرے۔ تو آخر، بعد والے لوگ اس ضرورت سے کیسے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے خداوند قدوس نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔(۱)

اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کے واسطے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا پیغمبر بنا کر بھیجا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ قیامت تک لوگوں کے لئے رسول ہیں، اور جس طرح آپ کی زندگی میں آپ کی اطاعت واجب تھی اسی طرح آپ کے بعد قیامت تک تمام لوگوں کے لئے آپ کی اطاعت واجب ہے۔ اگر کتاب کے ساتھ رسول نہ ہوتو کتاب لوگوں کے لئے رحمت و مصیبت بن جائے۔ اسی لیے تو رسول کو رحمت کہا گیا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ آپ اپنی زندگی ہی میں اور خاص لوگوں کے لئے رحمت ہیں۔ بلکہ قیامت تک لوگوں کے لئے رحمت ہیں۔ صرف اس لئے نہیں کہ قرآن لانے والے ہیں، بلکہ اس لئے بھی کہ قرآن پر عمل کی راہ کو آسان کرنے والے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۲)

اور ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

اسوۂ حسنہ

آپ کے قول و فعل اور توضیح مطالب کی حیثیت واضح ہو چکی کہ اس کو اختیار کرنا ہی ایک مومن کا سرمایۂ حیات ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ ہر زمانے اور دور کے لئے واجب التعمیل ہے، اس لئے کہ بات ہر جگہ عام ہی کہی گئی ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳)

تم لوگوں کے لئے رسول کی زندگی میں ایک عمدہ نمونہ (موجود) ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسوۂ حسنہ ہے کیا؟ کہاں ہے؟ اور اس کا پتہ کیسے چلے؟ کیسے پتہ چلے کہ قرآن کی بنیاد پر آپ نے انفرادی زندگی کی اصلاح کیسے کی، ایک صالح معاشرے کی تعمیر آپ کے ہاتھوں کیوں کر ہوئی، مخالفتوں میں آپ نے کس طرح ضبط سے کام کیا، مصائب و آلام میں کس طرح مومنین کو صبر کی تلقین کی، غربت میں کیسے زندگی گزاری، جب دولت ہاتھوں میں آئی تو کیا طریقہ رہا، جب مجبور و مقہور تھے تو کیسے رہتے تھے اور جب فتح و نصرت نے قدم چومے تو کیا رویہ اختیار کیا، گھر میں بال بچوں کے ساتھ کیا سلوک تھا اور جب باہر کے سفرا آئے تو

کیا نمونہ پیش کیا، دوستوں کے ساتھ کیا برتاؤ رہا اور دشمنوں پر قابو پانے کے بعد کس طرح پیش آئے، غرض کہ انفرادی زندگی کی اصلاح سے لے کر اسلامی نظام کے قیام تک آپ نے کیا کچھ کیا، یہ ہمیں کیسے معلوم ہو؟ اس لئے کہ یہی سب کچھ ہمارے لئے نمونہ ہے اور ہمیں ضرورت ہے کہ ہم قدم قدم پر آپ کے اسوہ حسنہ سے رہنمائی حاصل کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں احادیث میں ملے گا، اس لئے ہمیں اس کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوگا اور اس سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

احادیث

رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور آپ کا جو درجہ مومنین کے نزدیک تھا وہ معلوم و معروف اور صحابہ کو جو شغف آپ سے تھا وہ بھی واضح، اور آپ کے افعال و اقوال کا جو مقام تھا وہ بھی ان حضرات پر عیاں، اس لئے ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھیں اور اسے نظر انداز کر جائیں، کوئی بات آپ نے کہی ہو اور اسے فراموش کر جائیں، اور آپ نے کچھ ہدایات دی ہوں اور انہیں بھلا دیں۔ وہ عرب جو جنگی واقعات کو یاد رکھتے تھے، شاعروں اور خطیبوں کے کلام کو ازبر رکھتے تھے۔ خاندانوں کے نسب نامے انہیں محفوظ ہوتے تھے، یہاں تک کہ وہ گھوڑوں اور اونٹوں تک کے نسب نامے یاد رکھتے تھے، اور اس کے لئے وہ ان کی نسلوں کی حفاظت کرتے تھے، بھلا وہ سرور کائنات، فخر موجودات، سرکار دو عالم ﷺ کے اقوال و افعال و تعلیمات کو کیسے بھلا سکتے تھے؟ جو قوم قبائلی جنگوں، نسلی نسب ناموں اور ملکی اشعار و خطبے یاد رکھتی تھی بھلا وہ کائنات کے سب سے بڑے انسان ہادیٔ اعظم ﷺ سے کیسے بے اعتنائی برت سکتی تھی۔ چنانچہ آپ کے اقوال و افعال اور تعلیمات کے چرچے رہا کرتے تھے، لوگ گفتگوؤں اور مجالس میں انہیں بیان کرتے تھے اور اس کی ضرورت بھی محسوس کرتے تھے۔ سب لوگ ہر وقت آپ کے پاس تو موجود نہیں رہتے تھے۔ جو کوئی کسی چیز سے واقف ہوتا تھا وہ دوسروں کو بھی اس سے باخبر کرتا تھا۔ اور آپ کی ذات سے لوگوں کو اتنا شغف تھا کہ ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرکت لوگ محفوظ کر لیتے تھے اور اس کے ذکر سے مجالس کی رونق ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا بھی تو تھا۔

فلیبلغ الشاھد الغائب

موجود لوگوں کو چاہئے کہ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں۔

اس لئے صحابہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کو دیکھا تھا یا آپ کی صحبت میں رہے تھے۔ اس کا خاص اہتمام کرتے تھے بعد کے لوگ تابعین جنہوں نے نہ تو آپ کو دیکھا تھا اور نہ صحبت پائی تھی، ان کے اندر بھی آپ کے تفصیلی حالات جاننے کا ذوق وشوق کم نہ تھا، اس لیے انہوں نے پوری تحقیق اور چھان بین سے سب کچھ معلوم کیا اور یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ احادیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ صحیح کو غلط سے اور کھرے کو کھوٹے سے الگ کرنے کے لیے اصول اور ضابطے مرتب کئے گئے۔ راویوں کے حالات کو جاننے اور معتمد اور غیر معتمد میں فرق کرنے کے لئے اسماء الرجال کا فن ایجاد ہوا۔ غرض کہ فنِ حدیث نے کافی ترقی کی۔

چونکہ قرآن کو قیامت تک کے لئے خدا نے بھیجا ہے اور قرآن پر عمل اسوۂ رسول کو فراموش کر کے نہیں ہو سکتا اسی لیے تو خدا نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی قوم میں بھیجا جو ذہانت اور حافظے کی قوت میں یکتائے روزگار تھی۔ چنانچہ اس نے اسوۂ حسنہ کو پوری محنت سے محفوظ رکھا اور بعد والوں تک منتقل کیا۔ اور پھر اس کی حفاظت کا پورا پورا سامان کیا گیا۔ پس خدا کا شکر ہے کہ جس چیز کی ہمیں ضرورت تھی اس نے اس کا اہتمام کر دیا، اور قیامت تک کے لئے اسوۂ حسنہ کی حفاظت کا انتظام فرما دیا۔ اب جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے اور جو ہمارے پاس موجود ہے، کیا اس کو چھوڑنا کوئی دانش مندی ہے؟ اور کیا خدا کی اس نعمت نعمتِ رسالت اور اسوۂ حسنہ کی حفاظت کا شکریہ اسی طرح ادا ہوگا کہ ہم اسوہ حسنہ کے پورے سرمائے کو دریا برد کر دیں اور اس کی رہنمائی سے محروم ہو کر سفرِ حیات طے کریں، کیا اسوۂ حسنہ کی اہمیت کا یہی تقاضا ہے؟

احادیث کی اہمیت

جس زمانے اور دور میں آپ ﷺ اس دنیا میں بنفسِ نفیس موجود تھے، اس وقت آپ کی ذات، کتاب اللہ کی شارح تھی۔ آپ اپنے قول و عمل سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور مختلف عقل و فہم رکھنے والے لوگوں کی تعلیم و تربیت آپ کے ذمے تھی، ظاہر ہے کہ تنہا کتاب اس مقصد کو کبھی پورا نہیں کر سکتی تھی جو کتاب کے ساتھ آپ کے وجود سے پورا ہوا۔ اور تنہا کتاب کو سمجھنے، اس کے مطالب اخذ کرنے، اس کا مفہوم متعین کرنے اور اس پر عمل کرنے میں یقیناً بڑی دشواری تھی، بلکہ اس پر عمل ناممکن تھا۔ جس کی کمی کو آپ کی ذات نے پورا کیا۔ اب اگر قرآن قیامت تک باقی

رہنے والا اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے، اور قیامت تک لوگوں کو اس پر عمل کرنا ہے تو کیا اس دور کے لئے صرف کتاب کافی ہے، اور یہ خصوصیت صرف اس دور کے لوگوں کی تھی کہ انہیں کتاب کے ساتھ ایک زندہ انسان کی ضرورت تھی؟ اور بغیر اس کے ان کے لئے کتاب پر عمل ناممکن تھا؟ اور بعد میں لوگوں کو اس کی حاجت نہیں رہی اور کتاب پر مجرد کتاب پر عمل ان کے لئے بھی نہیں رہا؟ یا آج کے انسان بھی اس کے ضرورت مند ہیں؟ ظاہر ہے کہ اگر اس وقت رسول کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن تھا تو یقیناً آج بھی ناممکن ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی ایک نبی بھی نہیں ہوگا! کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (۴)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اللہ کے رسول اور تمام نبیوں پر مہر ہیں

اب ایسی صورت میں جبکہ آپ ﷺ کی ذات ہم میں موجود نہیں ہے، آپ کے اسوۂ حسنہ سے ہم پوری پوری رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں، لیکن آپ کا دور اتنی ترقی یافتہ تو تھا نہیں کہ آپ کی حرکات وسکنات کا فلم لے لیا جاتا اور آپ کی ہر تقریر اور ہر قول ریکارڈ کر لی جاتی اور نہ ہی پریس کی ایجاد ہوئی تھی کہ آپ کی پوری زندگی اور سارے حالات مرتب کر کے شائع کر دیئے جاتے۔ اس زمانے میں واقعات کو محفوظ کرنے اور بعد والوں تک پہنچانے کا ذریعہ حافظہ تھا، چنانچہ اسؐ سے کام لے کر ہمارے متقدمین نے اعمال واقوالِ رسول کا جو ذخیرہ ہمارے لئے فراہم کر دیا ہے اس پر ہمیں ان کا ممنونِ احسان ہونا چاہئے اور قیامت تک ہم اس بارِ احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اس اسوۂ رسول سے بے نیاز ہو کر راہ یاب ہو سکتے ہیں اور احادیث کو چھوڑ کر پورے دین پر عمل کر سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں تو پھر احادیث کی حیثیت مسلم، اور اس کا اختیار کرنا واجب۔

احادیث کا حجت ہونا

اس لئے قرنِ اول سے اس وقت تک ہر دور ہر زمانے میں احادیث کا حجت ہونا قطعی رہا ہے اور بلاشبہ احادیث کی صحت وعلت سے بحث کی جا سکتی ہے، اور کی گئی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں اس کی تحقیق وتفتیش اور چھان بین کی گئی ہے، لیکن تلاش وجستجو کے بعد جب حدیث کا

حدیثِ رسول ہونا ثابت ہوگیا ہے تو اس کو اختیار کیا گیا ہے اور اس پر عمل واجب گردانا گیا ہے۔ بلاشبہ ذخیرۂ احادیث میں مفسدین اور رخنہ اندازوں کی من گھڑت باتیں بھی شامل ہوگئی ہیں، لیکن کیا عقل مندی یہ ہے کہ تھوڑے کھوٹے کے لئے سارے کھرے کو بھی دریا برد کر دیا جائے، اور اپنی دنیا و آخرت برباد کی جائے یا کھرے اور کھوٹے میں تمیز کی جائے، اور کھرے کو اختیار کیا جائے جبکہ ہمارے بزرگوں نے اس کے لئے آسانیاں بھی فراہم کر دی ہیں۔(۵)

ہے انکارِ سنت سراسر ضلالت

جناب محمد نور الدین صاحب نیّر کوسوی

کروں کیا گلہ گردشِ آسماں کا — چلن جب ہے بگڑا خود اہلِ زماں کا
تعلق چھٹا جب سے ربِّ جہاں کا — رہا رنگ باقی نہ وہ گلستاں کا

نہ نغمہ سرا عندلیبِ چمن ہے
جدھر دیکھئے شورِ زاغ و زغن ہے

عجب دینِ اسلام پر ابتلا ہے — سفینہ شکستہ ہے، موجِ بلا ہے
جو ہمدرد ہے درد میں مبتلا ہے — غمِ دل سے ہونٹوں پہ دم آچلا ہے

نہ پتوار و مستول نے بادباں ہے
کوئی ناخدا ہو، یہ ہمت کہاں ہے؟

ہزاروں مصائب تھے سر پر ہمارے — مصائب کے چلتے رہے سر پہ آرے
رہے بڑھتے لیکن خدا کے سہارے — تھپیڑوں سے لڑتے رہے، پر نہ ہارے

مگر ایک فتنے کا صدمہ بڑا ہے
نیا، دینِ احمد میں رخنہ پڑا ہے

یہ ''روشن'' دماغوں کا ''روشن زمانہ'' — ہر اک فن ہے ان کی نظر کا نشانہ
وہ زورِ قلم، طرزوہ ناقدانہ — حقیقت کو بھی جو بنادے فسانہ

''احادیثِ نبوی'' کا گل ریز گلشن
ہے تنقید میں ان کی ''خاروں کا خرمن''

یہ کیا نورِ دانش ہے، کیسی بصیرت؟ کہ ہے خندہ زن تیرگیٔ ضلالت!
ہے اقرار قرآں کا، انکارِ سنت نبی پر ہے ان کی یہ کیسی عقیدت!

تقاضا عقیدت کا تو بس یہی ہے
چلیں (۶) اس پر جو کچھ کہ حکم نبی ہے

فقط ایک قاصد نہیں تھے پیمبر کہ خاموش رہ جاتے قرآں سنا کر
تھا بھیجا (۷) خدا نے معلم بنا کر کتاب اور حکمت سے سینے کو بھر کر

لہٰذا مدرس، مربی بھی تھے وہ
مطہر، مجلّی، مزکی بھی تھے وہ

وہ ہادیٔ اعظم، نذیر و مبشر مبلغ، مقنن، مدبر، مفکر
سراپا مجاہد، خطیب و مقرر فصیح و بلیغ و فقیر و مفسر

خطابت تھی ان کی کہ سلکِ گہر تھا
ہر اک بول میٹھا تھا، جادو اثر تھا

وہ دل چسپ پند و نصیحت کی باتیں امارت، سیاست، معیشت کی باتیں
وہ علم و ادب اور حکمت کی باتیں قیامت کی، دوزخ کی جنت کی باتیں

بھلاتی بھلا ایسی باتوں کو کیوں کر
وہ قومِ عرب۔ جو فدا تھی نبی پر

دیانت، امانت میں تھی جو نمونہ صداقت، شرافت میں تھی جو نمونہ
عبادت میں طاعت میں تھی جو نمونہ وہ حفظِ روایت میں تھی جو نمونہ

قصائد جو تھے شاعرانِ عرب کے
زبانی تھے سب شاہ پارے عرب کے

زباں پر تھی تاریخ ''یومِ عرب'' کی بتاتی تھی حالات نسل و نسب کی
عجب قوتِ حافظہ تھی غضب کی یہ نعمت تھی اس قوم کے پاس رب کی

مدارِ حفاظت نہ کاغذ قلم تھا
ہر اک واقعہ لوحِ دل پر رقم تھا

ہوا عام جس وقت فنِ کتابت سپردِ قلم کی دلوں کی امانت
کہ باقی رہے روشنی تا قیامت چراغِ نبوت سے آئندہ امت

نہ بھٹکے کبھی راہِ حق سے جہاں میں
کرے رہبری بلکہ کون ومکاں میں

ہے جس طرح ''قرآں'' کتابِ ہدایت ہے ''سنت'' نبی کی بھی بہرِ اطاعت
ہیں دونوں ہی الہام و وحیِ رسالت تفاوت فقط اتنا ہے درحقیقت

کہ قرآن متلُو ہے، یہ غیر متلُو
ہیں نورِ ہدایت کے یہ دونوں پہلو

یہ قرآن بے شک کتاب خدا ہے ہے ویسا ہی جیسا کہ نازل ہوا ہے
نہ اک حرف اس میں گھٹا اور بڑھا ہے یہ ممکن تھا کب؟ جب محافظ خدا ہے (۸)

تغیر سے اس کو خدا نے بچایا
اور اک ضابطہ زندگی کا بنایا

بشر اس کے دستور پر چلتا کیوں کر؟ بنایا محمدؐ کو قرآں کا پیکر (۹)
کیا فرض پھر اتباع (۱۰) پیمبر چلے ہر بشر جن کے نقشِ قدم پر

ہے ذاتِ رسالت میں تنویر اس کی
ہیں اقوال وافعال تفسیر اس کی

نمونہ تھی قرآں کا ذاتِ رسالت تو سنت (۱۱) نبی کی تھی شمعِ ہدایت
تھی امت کو دنیا میں دونوں کی حاجت جو کرتی رہی یہ سمجھ کر حفاظت

وہ مصحف اصولی قوانین کا ہے
یہ دفتر نبی کے فرامین کا ہے

ہیں لاریب دونوں ستونِ ہدایت کھڑی جس پہ اسلام کی ہے عمارت
پس انکارِ سنت ہے تیرِ ضلالت جہالت، سفاہت، حماقت، شرارت

خدا ایسے فتنے سے محفوظ رکھے
حدیثِ پیمبر سے محفوظ رکھے

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اصولی قانون صرف قرآن مجید ہے، اس کے سوا شریعت میں کسی اور چیز کو یہ اہمیت حاصل نہیں کہ لازماً اس کی پیروی کی جائے۔ بلکہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ قرآن کے پیش کیے ہوئے ضابطوں کی روشنی میں آپس کے مشوروں سے اپنی زندگی کے لئے قانون بنالیں۔ یہ لوگ اطاعتِ رسول اور اسوۂ نبی ﷺ کو نظر انداز کرنے پر اصرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کا کام صرف یہ تھا کہ وہ خدا کے احکام پوری امانت اور دیانت کے ساتھ بندوں تک پہنچادیں، چنانچہ انہوں نے یہ احکام پہنچادیئے۔ اب مسلمانوں کے لئے یہی احکام کافی ہیں۔

یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اصولی قانون تو صرف قرآن ہی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بندوں کے پاس بلاواسطہ نہیں بھیج دیا ہے بلکہ اپنے رسول کو درمیان میں واسطہ بنایا ہے۔ تاکہ ایک طرف تو وہ اس اصولی قانون کو اللہ کے بندوں تک پہنچادیں، دوسری طرف اس قانون کے مطابق اپنی زندگی سے ایک قابلِ تقلید عملی نمونہ بھی پیش فرمائیں۔ (۱۲)

مقامِ رسول ﷺ

ضیا محمد صاحب ضیا

پیمبر کا بیاں منشائے قرآں کی وضاحت ہے — زبانِ صاحبِ قرآں کلیدِ گنجِ حکمت ہے
حدیثِ مصطفےٰ تفصیل ہے، اجمالِ قرآں کی — کتاب اللہ کی تفسیر پیغمبر کی سیرت ہے
نبیؐ کی زندگی ہے بہرِ امت اسوۂ کامل — رسول اللہ کا ہر فعل منشورِ ہدایت ہے
پیمبر کی اطاعت فرض ہے ہر فردِ امت پر — کتابِ پاک میں اس امر کی پوری صراحت ہے
رکو تم اس سے، ملتی ہو نہ سنت سے سند جس کی — پکڑ لو اس کو دانتوں سے جو پیغمبر کی سنت ہے
کتاب اللہ، احادیثِ پیمبر، اسوۂ مرسل — یہی چیزیں ہیں جس کا نام اسلامی شریعت ہے
نبی کا فیصلہ ہر مسئلے میں قول فیصل ہے — خدا کے دین میں ہر قول پیغمبر کا حجت ہے
پیمبر کا عمل خود حکمِ شرعی کے برابر ہے — اسی نکتے پہ اول روز سے اجماعِ امت ہے
تلاوت ہی نہیں کرتا وہ آیاتِ الٰہی کی — نبی کا کام اس کے ساتھ ہی تعلیم حکمت ہے
فقط قاصد نہیں، ہے وہ مزکی بھی معلم بھی — یہی تزکیہ و تعلیم مقصودِ نبوت ہے
یہ قرآں ایک دعوت ہے پیمبر جس کا ہے داعی — یہ نقشہ ہے عمارت کا نبیِ عمارت ہے

کتاب اللہ سے کھلتی ہے رہ فکر وتدبر کی
مگر راہِ عمل میں ایک مرسل کی ضرورت ہے

فقط توحید پر کافی نہیں ایمان انساں کا
پئے تکمیلِ ایماں شرط ایمانِ رسالت ہے

فرائض کا ادا کرنا، اوامر کا بجا لانا
کہاں سے ان کو آئے گا جنہیں انکارِ سنت ہے

ہمیشہ اہلِ حق عامل رہے قرآن وسنت پر
جو اس رستے پہ چلتا ہے اسی کا دیں سلامت ہے

جنہوں نے اتباعِ ہادیٔ برحق سے منہ موڑا
برا انجام ہے ان کا، خدا کی ان پہ لعنت ہے

☆☆☆

جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اسلامی زندگی اور اسلامی قانون جاننے کے لئے قرآن پر عمل کر لینا بہت کافی ہے، وہ ایک عجیب قسم کی غلطی میں مبتلا ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اسلامی زندگی اور اسلامی قانون کی بنیاد قرآن ہی ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کیا اس بنیاد کے مطابق اسلامی زندگی گزارنے والا اور اس خدائی ہدایت کی عملی تفسیر پیش کرنے والا کوئی انسان حضورِ اکرم ﷺ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ آپ سے بہتر اسلامی زندگی گزارنے والا اور آپ سے بہتر قرآنی ہدایت کو سمجھنے اور سمجھانے والا کوئی دوسرا انسان نہیں ہوسکتا۔ آپ کی زندگی خدا ترسی اور تقوے کی سب سے بہتر تفسیر تھی۔ قرآن کی تعلیم اور قرآن کی روح کو آپ سے بہتر کس نے سمجھا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک بار حضور کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ کان خلقه القرآن جس کا مطلب یہی ہے کہ اگر کسی کو قرآنی تعلیمات کی روح معلوم کرنا ہے اور وہ یہ جاننا چاہتا ہے کہ ایک مومن کو دنیا میں کس طرح رہنا چاہئے، تو اسے چاہئے کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کی زندگی کو دیکھے۔ جو اسلام قرآنِ پاک میں مجمل طور پر پیش کیا گیا ہے وہی اسلام حضور کی سیرت میں مفصل طور پر ملے گا۔ حضور کی سیرت اور آپ کی سنت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ اسی اسلام کی ایک واضح اور مکمل تصویر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں پیش فرمایا ہے۔ (۱۳)

قال رسول

جناب ابوالبیان صاحب حماد

حدیث وہ ہے جسے قولِ مصطفیٰ کہیے
حدیث وہ ہے جسے فعلِ مجتبےٰ کہیے

سنائی دیتی ہے جب بھی صدائے "قال رسول" ۔۔۔ تو جی میں آتا ہے ہر بار مرحبا کہیے
زوالِ فکر ونظر ہے حدیث کا انکار ۔۔۔ بجز ضلالِ مبیں اس کو اور کیا کہیے
حدیث اصل میں قرآن ہی کی ہے تفسیر ۔۔۔ تو پھر حدیث کو قرآں سے کیوں جدا کہیے
ذلیل ہم ہیں تو ترکِ حدیث وقرآں سے ۔۔۔ قصور اپنا ہے غیروں کی کیا خطا کہیے
درود ان پہ صلوٰۃ وسلام ہو ان پر ۔۔۔ ابوالبیان یہی بات پھر ذرا کہیے

حدیث

جناب ابوالبیان صاحب حماد

کیوں نہ میں ناز کروں اپنی خوشا بختی پر ۔۔۔ مل گیا ہے جو مجھے گوہر یکتائے حدیث
پر بچھا دیتے ہیں رستے میں فرشتے اس کے ۔۔۔ جب کبھی گرمِ سفر ہو کوئی جویائے حدیث
خود ہی مصداقِ احادیث جو بن جاتا ہے ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں وہی ایک ہے دانائے حدیث
لوٹ آئے گا وہی عہدِ صحابہؓ پھر سے ۔۔۔ آج پورا جو کریں ہم بھی تقاضائے حدیث
جی میں آئے گا کہ آنکھوں سے لگائیں اس کو ۔۔۔ ہے کچھ اس طرح دل آویز سراپائے حدیث
اس کا ہر لفظ جو ہے پیارے نبی کا ارشاد ۔۔۔ کیوں نہ پھر میرے دلِ زار کو گرمائے حدیث
مجھے مل جاتا ہے اک گنجِ گراں مایۂ علم ۔۔۔ میں جو ہوتا ہوں کبھی محوِ تماشائے حدیث
ظلمتِ جہل وضلالت کو مٹایا جس نے ۔۔۔ دیدۂ دل میں ہے وہ جلوۂ رعنائے حدیث
باغِ فردوس میں وہ جائیں گے سرکار کے ساتھ ۔۔۔ ہیں جو دنیا میں فدائے رخِ زیبائے حدیث
حبذا، اس سے بڑی اور سعادت کیا ہے ۔۔۔ بارک اللہ کہ حماد ہے شیدائے حدیث

قرآن اور حدیث

جناب نیّر صاحب کوسوئی

تعالی اللہ! پیغمبر مرے خیر البشر آئے ۔۔۔ محمد مصطفیٰ محبوبِ ربِ بحروبر آئے
وہ آئے سید الکونین، ختم المرسلیں بن کر ۔۔۔ وہ آئے اس جہاں میں رحمۃ للعالمیں بن کر
خدا نے واسطے سے آپ کے قرآن بھیجا ہے ۔۔۔ تمیزِ حق وباطل کے لئے فرقان بھیجا ہے

مکمل ضابطہ ہے جو نظامِ زندگانی کا
دکھاتا راستہ ہے وہ حیاتِ جاودانی کا
ہے ضامن خود ہی خلاقِ جہاں اسکی حفاظت کا
کرتا محشر رہے تابندہ یہ سورج ہدایت کا
''حیاتِ رحمۃ للعالمیں'' تصویرِ قرآں ہے
''احادیثِ شفیع المذنبیں'' تفسیرِ قرآں ہے
کتاب اللہ میں ہیں منضبط احکامِ یزدانی
احادیث نبی میں ہے، مدون شرح فرقانی
''کتاب اللہ'' قوانینِ اصولی کا خزینہ ہے
''احادیث نبی'' جزوی مسائل کا سفینہ ہے

انہیں دونوں کی تابانی سے راہِ حق منور ہے
چلے اس راہ پر جو، اس سے راضی رب اکبر ہے

نہیں جائز ہے استغنا فرامینِ پیمبر سے
وہ کب پہنچے گا منزل پر جو روگرداں ہو رہبر سے
نبی کی پیروی (۱۴) میں منحصر رب کی محبت ہے
درخشندہ فرازِ اوج پر تابع کی قسمت ہے

اطاعت میں نبی کی، عمر ہو اپنی بسر یارب
یہی توشہ ہو جب دنیا سے ہو اپنا سفر یارب

اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

جناب مائل صاحب خیرآبادی

کلامِ رب کے مطالب بیان کیا کرتے؟
صحیح کیا ہے؟ اسی فکر میں رہا کرتے
جو دل میں آتا وہ تفسیر کرلیا کرتے

خدا کے بندوں کو فتنوں میں مبتلا کرتے
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

رسول، دینِ خدا کا اگر نمونہ تھے
صحابہؓ دیکھنے والے تھے اس نمونے کے
نبیؐ کا اسوہ نہ پاتے جو ہم صحابہؓ سے

خدا کے حکم کو پھر کس طرح ادا کرتے؟
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

خدا کا شکر، کہ اس نے رسولؐ کو بھیجا
رسولؐ ہی سے صحابہؓ نے دین پایا تھا
ہوان پہ رحمتِ پروردگار کا سایا
نبی کی بات جو محفوظ کرلیا کرتے
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

آپ جانتے ہیں کہ قرآنِ پاک ایک ساتھ پورا کا پورا نازل نہیں ہوا حالاں کہ اگر ایسا ہوجاتا تو کم سے کم ان مخالفوں کا جواب ہی ہوجاتا جو قرآن کے نازل ہونے کے زمانے میں مطالبہ کیا کرتے تھے کہ پورا کا پورا قرآن ایک ساتھ کیوں نہیں اتر آتا۔ پھر آپ جانتے ہیں کہ یہ بھی نہیں ہوا کہ آسمان سے کوئی آواز آتی، دراللہ کی وحی کو ہر ہر شخص سن لیتا۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں بھی لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ یہ قرآن کیا ہے بس پچھلوں کی کہانیاں ہیں جسے یہ صاحب اپنے دل سے گھڑ کر پیش کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس کے خلاف ہوا یہ قرآن تھوڑا تھوڑا اترا۔ ایک انسان پر اترا اور باقی انسانوں نے اسے ان کی زبان سے سنا۔ اس کی ایک ہی علت ہے اور وہ یہ کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے جس طرح کتاب کا نازل ہونا ضروری ہے اسی طرح رسول کا وجود بھی ضروری ہے۔ اگر رسول کا یہ مقام تسلیم نہ کیا جائے کہ اس کا ہر ہر قول اور اس کا ہر فعل خدا کی طرف سے ہے اور امت کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے تو پھر اس میں کوئی حکمت نظر نہیں آتی کہ قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور ایک انسان کے ذریعے اسے دوسرے انسانوں تک پہنچایا جائے، اگر خدا کی مرضی واضح کرنے کے لئے اور اس کی مکمل پسند اور ناپسند سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے کتاب ہی کافی تھی تو پھر رسول کو اس کا ذریعہ بنانا بالکل ایک بے کار کام معلوم ہوتا ہے۔ اور کم سے کم ہمیں تو یہ کہنے کی جرأت نہیں کہ خدا کا کوئی کام بغیر کسی مصلحت کے ہے اور یوں ہی بے کار ہے۔

پھر آیئے یہ بھی سوچ لیجئے کہ کیا پوری انسانی زندگی کے لئے کوئی مستقل اور عملی ضابطہ حیات دینے کے لئے کوئی موٹی سے موٹی کتاب بھی کافی ہوسکتی ہے۔ پوری زندگی کے مسائل تو بہت بڑی بات ہے۔ اگر کسی ایک شعبے کے بارے میں بھی تمام ضروری تفصیلات کو بیان کیا جائے تو معلوم نہیں کتنی ضخیم کتاب کی ضرورت ہو۔ پھر کتاب تو محض کتاب ہے۔ کتاب میں بہت کچھ سمجھا جاسکتا

ہے مگر انسانی فطرت تو اپنے سامنے ایک چلتی پھرتی تصویر چاہتی ہے۔ کتاب ایک فلسفہ پیش کر سکتی ہے۔ ایک نظریہ سمجھا سکتی ہے۔ ہدایات کی ایک فہرست دے سکتی ہے۔ کچھ اصول اور ضوابط بیان کر سکتی ہے لیکن اس کی عملی تشریح اور عملی نمونے کے بغیر لوگوں کو اس کی باتوں پر کیسے مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ (۱۵)

اقوال ہیں یہ صاحبِ خلقِ عظیم کے

حافظ دھام پوری

اے دوست! سناؤں حدیثیں حضور کی
سننے کے بعد ان پہ عمل بھی ہے لازمی
اقوال ہیں یہ صاحب خلقِ عظیم کے
اللہ کے حبیب رسول کریم کے
مومن وہ ہے جو نفسِ شرارت پسند سے
اللہ کی رضا کے لئے کش مکش کرے
مومن وہ ہے کہ جس کا ہے کردار بہترین
رکھتا ہے جو کہ عادت واطوار بہترین
اپنی زباں سے جھوٹ بھی جو بولتا نہیں
کذب ودروغ کے لئے لب کھولتا نہیں
لوگوں کے جان ومال کو جس سے نہیں خطر
صلح وسلام وامن کا جو ہے پیامبر
یہ بھی حدیثِ حضرتِ خیرالانام ہے
شروفساد اٹھانا برائی کا کام ہے
ظلم وجفا وجور سے پرہیز چاہئے
حق کے سوا بس اور سے پرہیز چاہئے

خلقِ خدا سے مہر ومحبت کا ہو سلوک
انسانیت کا، لطف ومروت کا ہو سلوک
دل میں کسی سے کینہ وبغض وحسد نہ ہو
کوشش یہی رہے کہ کوئی کارِ بد نہ ہو
چھوٹوں پہ شفقت اور بڑوں کا ادب کرو
اللہ سے فلاحِ دوعالم طلب کرو
جو کچھ بھی تم پسند کرو اپنے واسطے
تم کو پسند ہو وہی اوروں کے واسطے
اور یہ بھی آپ ہی کا ہے ارشادِ دل پذیر
سمجھو نہ اپنے دل میں کسی کو بھی حقیر
ہمسائے کو بھی اپنے نہ تکلیف دو کبھی
مہمان کی بھی چاہئے توقیر لازمی
باتیں فضول لاؤ نہ ہرگز زبان پر
دیکھو نہ حرف آنے دو مومن کی شان پر
پابند عہد کے رہو، وعدہ وفا کرو
ہرگز کسی کے ساتھ نہ مکرودغا کرو
حافظ سنی ہیں تو نے حدیثیں یہ کام کی
ہے لطف جب کہ ان کے مطابق ہو زندگی
دستورِ زندگی انہیں جس نے بنالیا
اس نے نشانِ راہِ صداقت کا پالیا
دنیا وآخرت میں وہی کامیاب ہے
مفتوح اس کے واسطے رحمت کا باب ہے

سنتِ اُو

جناب محمد نیاز صاحب نیاز

میں نے یہ اقبال سے پوچھا کہ ہاں
شاعرِ ملت، حکیمِ نکتہ داں
عالمِ اسلام کے پیروجواں
سب ہیں تیری مدح میں رطب اللّساں
اے مریدِ رومیؒ صاحبِ نظر
عرض ہے خدمت میں دل کی داستاں
تیرے نغموں میں وہ سوز وساز تھا
صورتِ سیماب ہوں سن کرتپاں
"عبدہٗ" کو دیکھنے کا شوق ہے
روز وشب یہ نام ہیں وردِ زباں
"یارسولِ ہاشمی یا ابطحیؐ
یامحمدؐ یاضمیرِ کن فکاں"
سن کے یہ کچھ "غازیِ گفتار" نے
خوشنما انداز سے کھولی زباں
اور فرمایا: نہیں تو نے سنا؟
• ایک دن "حلاج" تھا یوں نغمہ خواں
"معنی دیدار اوآخر زماں
حکم اوبرخویشتن کردن رواں
درجہاں زی چوں رسولِ انس وجاں
تاچو اوباشی قبولِ انس وجاں
بازخود رابیں ہمیں دیدارِ اوست
سنتِ اوسرّے از اسرارِ اوست!

☆☆☆

روزنامہ تسنیم لاہور

حدیث نمبر۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ ضخامت ۵۸ صفحات

مدیر: نصر اللہ خاں عزیز۔ جلد ۱۱۔ شمارہ ۲۸۵

☆☆☆

تعارفی سطور

قرآن نمبر کی اشاعت کے بعد ہی حدیث نمبر کی اشاعت کا فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ قرآن نمبر کو افادت کے اعتبار سے اتنا پسند کیا گیا کہ ضرورت محسوس ہوئی حدیث نمبر بھی پیش کر دیا جائے۔ قرآن اگر کلام الٰہی ہے تو حدیث کلام رسول، اور اسلام کی تکمیل خدا اور رسول کی تعلیمات ہی سے ہوتی ہے۔ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کا راز ہر چند انسان کے ضمیر میں رکھ دیا ہے اور وعدہ الست کے مطابق ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا اعتراف ودیعت کر دیا گیا ہے۔ لیکن اللہ کی ذات کا عمل آفرین یقین وایمان اور اس کی صفات کا پختہ یقین رسولوں ہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اگر رسول نہ آتے تو انسان کو اس امر کا ہرگز پتہ نہ چل سکتا کہ میرے خدا اور مالک کی مرضی کیا ہے اور میں اس کی مرضیات کی راہوں پر کس طرح چل سکتا ہوں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کو بہشت سے رخصت کرتے وقت جو حرف تسکین اور ارشاد ہدایت فرمایا گیا وہ ہے۔ فاما یاتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون انسان کی حقیقی فلاح ونجات کا راز انبیاء و رسل ہی کے ذریعے نوع انسانی تک پہنچایا جائے گا۔ اور انہی کی اتباع اور پیروی جنت سے اس ہجر و فراق کو دور کر سکے گی۔ جو حضرت آدم کے ہبوط کی وجہ سے لاحق ہو رہا تھا۔ اور جس کی وجہ سے حضرت آدم سخت پریشان اور غم گین تھے اور کون نہیں جانتا کہ رضائے الٰہی کے حصول کا مکمل پروگرام اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل فرما دیا اور پیغام رسانی کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام قرآن مجید تھا اور اس کی آخری تشریح اور تعبیر اور توضیح سنت رسول اور ظاہر ہے کہ پیغام کو اگر اس تشریح و تعبیر سے الگ کر دیا جائے جو خود پیغام دینے والے

نے پیغام لانے والے کو بتائی اور اس نے آگے لوگوں تک پہنچائی تو پیغام رسانی کا نہ حق ادا ہو سکتا ہے اور نہ فرض پورا ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اس حقیقت کے محور پر گھومتی ہے۔ اسی سے بندگان خدا پر اتمام حجت ہوتا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیرایۂ حقیقت اختیار کرتا ہے اور قرآن میں اسی وجہ سے بار بار اطاعت الٰہی کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے۔ اور محبت الٰہی کی علامت اسی وجہ سے اتباع رسول کو قرار دیا گیا ہے۔ (۱۶)

مندرجات

حدیث نمبر، افتتاحیہ

مسلمانوں کی زندگی کا مقصد۔ ایک حدیث

تدوینِ سنت۔ علامہ مصطفےٰ سباعی

چند احادیث کے اشکالات اور ان کی صحیح تاویل۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

جو منکرِ سنت ہے منکر ہے رسالت کا۔ مولانا ماہر القادری

حدیث زندگی کے مختلف شعبوں میں کس طرح رہنمائی کرتی ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی

حدیث کی تدوین کب اور کس طرح ہوئی؟ مولانا عبداللہ حقانی

منکرینِ حدیث کا حسنِ ذوق اور ان کی علمی دیانت۔ ملک غلام علی

کتاب وسنت دین کے ستون ہیں۔ مولانا ماہر القادری

دین میں حدیث کا مقام۔ علامہ اسد

حدیث کی ضرورت واہمیت۔ مولانا محمد نذیر مسلم

سنتِ رسول۔ ایک حدیث

کیا سنت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے؟ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

معنیٰ دیدار آنِ آخر زمان۔ مولانا کوثر نیازی

حدیث عزیمت۔ اسعد گیلانی

انما الاعمال بالنیات۔ قرآن حکیم

آدابِ مجلس حدیث کی روشنی میں۔ مولانا محمد منظور نعمانی

سات بڑے گناہ حدیث کی روشنی میں۔وحید الدین خان

صحابہ کا شوقِ حدیث۔مولانا عبدالصمد صارم

آئمہ حدیث۔ادارہ

علمِ حدیث

تدوینِ حدیث عہدِ نبوی میں۔حکیم محمود الحق ظفر

جو منکرِ سنت ہے، منکر ہے رسالت کا

ماہرالقادری

سمجھا ہی نہیں ناداں مقصد تیری بعثت کا
جو منکرِ سنت ہے، منکر ہے رسالت کا
سینہ ترا گنجینہ، قرآن کی حکمت کا
تو عقدہ کشا ٹھہرا اسرار مشیت کا
اتمام ہوا تجھ پر اللہ کی نعمت کا
ہے بند قیامت تک دروازہ نبوت کا
وہ رہ گزر جس میں ہو نقش قدم تیرا
منزل ہے صداقت کی جادہ ہے ہدایت کا
فرمان ترا کیا ہے، فرمان الٰہی ہے
گفتار تیری کیا ہے؟ منشور شریعت کا
تکبیر واذاں میں بھی ہے نام ترا شامل
قرآن ثنا خواں ہے اس ذکر کی رفعت کا
جو خاک کہ چھو جائے یوں ہی ترے قدموں سے
بنتی ہے وہی سرمہ ہر چشم بصیرت کا
خود تیری صداقت کی اک زندہ شہادت ہے
ایک ایک ورق تیری نکھری ہوئی سیرت کا

پھبتی ہے ترے منہ پر ہر بات بڑائی کی
بجتا ہے ترے سر پر ہر تاج سیادت کا
صدقے ترے جان و دل کیا درس دیا تو نے
اخلاق و عبادت کا تہذیب و سیاست کا
فاروقؓ کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے تھے
دیکھا جو تیرے گھر میں سامان معیشت کا
کس شوق سے اے ماہر دربار رسالت میں
لایا ہوں میں گلدستہ گلہائے عقیدت کا

☆☆☆

صحابہ کرام اور ان کے صحیح جانشینوں کی زندگی میں ہمیں اعمال کے ساتھ جو خالص اسلامی اخلاق اور اس سب کے ساتھ جو اعلیٰ اوراق اور گہرے ذہنی جذبات اور دینی کیفیات نظر آتی ہیں وہ تنہا تلاوت قرآن کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس کامل ترین، موثر ترین، محبوب ترین زندگی کا بھی اثر ہے جو شب و روز ان کے سامنے رہتی تھی۔ اس سیرت و اخلاق کا بھی نتیجہ ہے جو ان کی آنکھوں کے سامنے تھی اور ان مجالس اور صحبتوں کا بھی فیض ہے اور ان ارشادات و نصائح و تلقین کا بھی جس سے وہ حیات طیبہ میں برابر مستفید ہوتے تھے۔ (۱۷)

دنیا میں بہت بڑے بڑے آدمی گزرے ہیں قسطنطین جیسے شہنشاہ اور سکندر جیسے فاتحین، رستم جیسے زور آزما بھی ہوئے، اور کالیداس جیسے شاعر شعرائے وافلاطون جیسے فلسفی ایڈیسن جیسے موجد سقراط جیسے فصیح، حاتم جیسے سخی، نوشیرواں جیسے عادل، ارجن جیسے بہادر، کرشن جیسے دھرماتما اور ابراہیم و عیسیٰ (علیہ السلام) جیسے انبیائے کرام ہم انسانی تاریخ کے ان تمام ناموروں کا احترام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبیوں اور رسولوں پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ مگر ان بڑے آدمیوں میں کوئی مرد ایسا نہیں گزرا جس کے قوال و افعال محفوظ کرنے کے لئے وہ اہتمام کیا گیا ہو جو اہتمام دنیا کے سب سے بڑے انسان اور خدا کے نبی محمد عربی (فداہٗ قلبی و روحی) قول و فعل کے لئے کیا گیا ہے۔ پوری انسانی تاریخ میں یہی اور صرف یہی شخصیت ایسی ہے، جس کی کہی ہوئی باتوں (احادیث) کو جانچنے اور محفوظ رکھنے کے لئے ایک مستقل فن وجود میں آیا اور کسی انسان کے قول و فعل کی صحت کے پرکھنے

کے لئے جو امکانی کوشش کی جاسکتی تھی وہ فن حدیث میں صرف کی گئی۔ (۱۸)

احادیث رسول کی روایت ان کا سماع، ان کی کتابت اور ان پر عمل عین عقل وفطرت کے مطابق ہوا ہے پھر ان کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے جو فن وجود میں آیا ہے، اس کی مثال کسی مذہب اور قوم کے ادب میں نہیں ملتی۔ احادیث کو دیکھ کر عقل عمومی اس نتیجے پر پہنچ سکتی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے آدمی جن میں انبیاء ورسل بھی شامل ہیں، ان میں بہت سوں کی زندگیوں کے صفحے کے صفحے گم ہیں پوری تاریخ انسانیت میں صرف محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ذات گرامی ہے، جس کی ایک ایک ادا محفوظ ہے۔ اس میں تفصیل کے پھیلاؤ کی نوعیت یہ ہے حضور کی ریش مبارک میں کتنے سفید بال تھے؟ حضور کی نعلین مبارک میں تسمے کس طرح جڑے ہوئے تھے، حضور کے پانی پینے کا پیالہ کس وضع کا تھا، حضور پانی کس طرح پیتے تھے، کھانا کس طرح کھاتے تھے، وہ چلتے کس طرح تھے، آنکھوں میں سرمے کی کتنی سلائیاں لگاتے تھے، ازواج مطہرات کے ساتھ کیا سلوک تھا، اصحاب سے کس طرح پیش آتے تھے، وفود کو کس طرح باریاب فرماتے تھے، جنگ میں کس طرح صفیں درست کرتے تھے، کوہ پر چڑھ کر سب سے پہلی بار کن لفظوں میں دین کی دعوت پیش کی حدیبیہ میں صلح نامہ کی کیا عبارت تھی فرماں رواؤں اور حاکموں کے نام جو فرمان بھیجے ان کا کیا مضمون تھا۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا زانیوں اور سارقوں پر کیا حد جاری کی، تجارت کے کیا اصول بتائے، کھیتوں کی ملکیت اور ان میں زراعت کے بارے میں کیا حکم دیا، حجۃ الوداع میں کیا خطبہ دیا اور دنیا سے جاتے وقت آخری کلمات زبان پر کیا تھے؟

تاریخ کے بڑے بڑے انسانوں میں صرف اسی ایک انسان کی زندگی اس تفصیل کے ساتھ محفوظ ہے کہ خلوت وجلوت، عبادت ومعاشرت، صلح وجنگ، معاملات وتجارت، دانش وحکمت اور تہذیب وسیاست کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جو کھلی ہوئی کتاب کی طرح دنیا کے سامنے موجود نہ ہو، پس عقل عمومی کا ہی فیصلہ ہونا چاہئے کہ دنیا میں بڑے بڑے انسان تو بہت سے گزرے ہیں مگر انسانِ کامل یہی شخص کہے جانے کا مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اسوۂ حسنہ کو رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے آخری معیار قرار دیا ہے۔

جائیں تو جائیں کہاں کہ جو کچھ ہے یہیں ہے
باہر ترے گھر کے تو نہ دنیا ہے نہ دیں ہے

ڈاکٹر اقبال اور حدیث

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارک کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی والہانہ عقیدت کا حال اکثر لوگوں کو معلوم ہے، مگر یہ شاید کسی کو نہیں معلوم کہ انہوں نے اپنے سارے تفلسف اور اپنی تمام عقلیت کو رسول اللہ کے قدموں میں ایک متاع حقیر کی طرح نذر کر کے رکھ دیا تھا، حدیث کی جن باتوں پر نئے تعلیم یافتہ نہیں پرانے مولوی تک کان کھڑے کرتے ہیں اور پہلو بدل بدل کر تاویلیں کرنے لگتے ہیں، یہ ڈاکٹر آف فلاسفی ان کے ٹھیٹھ لفظی مفہوم پر ایمان رکھتا تھا، اور ایسی کوئی حدیث سن کر ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں شک کا گزر نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی صاحب نے علامہ اقبال کے سامنے بڑے اچنبھے کے انداز میں اس حدیث کا ذکر کیا جس میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اصحاب ثلاثہ کے ساتھ احد پر تشریف رکھتے تھے اتنے میں احد لرزنے لگا اور حضور نے فرمایا کہ ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے، اس پر پہاڑ ساکن ہوگیا۔

اقبال نے حدیث سنتے ہی کہا کہ اس میں اچھنبے کی کون سی بات ہے اس کو استعارہ و مجاز نہیں بالکل ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اس کے لئے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ایک نبی کے نیچے مادے کے بڑے سے بڑے تودے بھی لرز اٹھتے ہیں، مجازی طور پر نہیں واقعی لرز اٹھتے ہیں۔ (۱۹)

☆☆☆

ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور

منصب رسالت نمبر۔ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ ضخامت ۳۶۸ صفحات

مدیر: سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ جلد ۵۶۔ شمارہ ۶

☆☆☆

دیباچہ
سنت کی آئینی حیثیت
ڈاکٹر عبدالودود صاحب سے ایک مراسلت
ڈاکٹر صاحب کا پہلا خط

جواب

ڈاکٹر صاحب کا دوسرا خط

جواب

سنت کیا چیز ہے؟

سنت کس شکل میں موجود ہے؟

کیا سنت متفق علیہ ہے؟ اور اس کی تحقیق کا ذریعہ کیا ہے؟

چار بنیادی حقیقتیں

رسول اللہ ﷺ کے کام کی نوعیت

حضورؐ کی شخصی حیثیت اور پیغمبرانہ حیثیت کا فرق۔

قرآن سے زائد ہونا اور قرآن کے خلاف ہونا ہم معنی نہیں ہے۔

کیا سنت قرآن کے کسی حکم کو منسوخ کر سکتی ہے؟

احادیث کے پرکھنے میں روایت اور درایت کا استعمال

منصب نبوت، صحیح اور غلط تصور کا فرق۔ ڈاکٹر صاحب سے مزید مراسلت

ڈاکٹر صاحب کا خط

جواب

(۱) منصب نبوت اور اس کے فرائض

رسول بحیثیت معلم ومربی

رسول بحیثیت شارح کتاب اللہ

رسول بحیثیت پیشوا ونمونہ تقلید

رسول بحیثیت شارع

رسول بحیثیتِ قاضی

رسول بحیثیت حاکم وفرماں روا

سنت کے ماخذِ قانون ہونے پر امت کا اجماع

(۲) رسول پاک کے تشریعی اختیارات

حضور کے تشریعی کام کی نوعیت
اس تشریعی کام کی چند مثالیں
(۳) سنت اور اتباع سنت کا مفہوم
(۴) رسولِ پاک کس وحی کے اتباع پر مامور ہیں
(۵) مرکزِ ملت؟
چند اصولی سوالات
(۶) کیا حضور صرف قرآن پہنچانے کی حد تک نبی تھے؟
(۷) حضور کی اجتہادی لغزشوں سے غلط استدلال
(۸) موہوم خطرات
(۹) خلفائے راشدین پر بہتان
(۱۰) کیا حضور پر قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی؟
سنت کے متعلق چند مزید سوالات ۔ بسلسلۂ مراسلت سابقہ
ڈاکٹر صاحب کا خط
جواب
وحی پر ایمان کی وجہ
ما انزل اللہ سے کیا چیز مراد ہے؟
سنت کہاں ہے؟
کیا سنت کی حفاظت بھی خدا نے کی ہے؟
وحی سے مراد کیا چیز ہے؟
محض تکرار سوال
ایمان وکفر کا مدار
کیا احکام سنت میں ردوبدل ہوسکتا ہے؟
آخری خط اور اس پر تبصرہ
''بزمِ طلوعِ اسلام'' سے تعلق؟

کیا گشتی سوال نامے کا مقصد علمی تحقیق تھا؟
کیا سنتِ رسول کے معنی و مفہوم میں علماء کے درمیان اختلاف ہے؟
تہمتِ بے جا
کتابت کی غلطی اور جہالت کی غلطی
''جواب نہیں ملا'' کی تکرار
عبارتوں میں شرم ناک قطع و برید
رسول کی حیثیتِ شخصی اور حیثیتِ نبوی
تعلیماتِ سنت میں فرقِ مراتب
علمی تحقیق یا جھگڑالو پن؟
رسول کی دونوں حیثیتوں میں امتیاز کا اصول اور طریقہ
وحی جلی اور وحی خفی کے ذرائع ثبوت ایک ہی ہیں
دجل و فریب کا ایک اور نمونہ
وحی کی اقسام اور دین میں ان کا مرتبہ و مقام
روایات میں باہمی اختلاف کی حقیقت
ختمِ نبوت یا ختمِ نبی؟
امت کا اختلاف زیادہ تر جزئیات میں ہے
ایک سطحی مغالطہ
سنت دائرۂ اختلاف کو محدود کرتی ہے
منکرینِ سنت اور منکرینِ ختم نبوت میں وجوہِ مماثلت
سنت کو اساسِ آئین بنانے پر اعتراض اور اس کا جواب
کیا محض تحریری ریکارڈ ہی ذریعۂ ہدایت ہوسکتا ہے؟
ایک اور دل چسپ مغالطہ
شخصی قانون اور ملکی قانون میں تفریق کیوں؟
خلطِ مبحث

سفید جھوٹ
مقصد براری کے لئے عبارات کی قطع و برید
حیثیتِ رسول کے بارے میں فیصلہ کن بات سے گریز
کیا کسی غیر نبی کو نبی کی تمام حیثیات حاصل ہو سکتی ہیں؟
اسلامی نظام کے ''امیر'' اور منکرینِ حدیث کے ''مرکزِ ملت'' میں عظیم فرق
عہدِ رسالت میں مشاورت کے حدود کیا تھے؟
اذان کا طریقہ مشورے سے طے ہوا تھا یا الہام سے؟
حضور کے تمام فیصلے سند و حجت ہیں یا نہیں؟
کج بحثی کی ایک دلچسپ مثال
حضور کے ذاتی خیال اور بر بنائے وحی کہی ہوئی بات میں واضح امتیاز تھا
کیا صحابہ اس بات کے قائل تھے کہ حضور کے فیصلے بدلے جا سکتے ہیں؟
مسئلہ طلاق ثلاثہ میں حضرت عمرؓ کے فیصلے کی اصل نوعیت
مؤلفۃ القلوب کے بارے میں حضرت عمرؓ کے استدلال کی نوعیت
کیا مفتوحہ اراضی کے بارے میں حضرت عمرؓ کا فیصلہ حکمِ رسول کے خلاف تھا؟
ایک اور غلط نظیر
کیا قرآن کے معاشی احکام عبوری دور کے لئے ہیں؟
حضور صرف شارح قرآن ہی ہیں یا شارع بھی؟
کیا سنت قرآن کے کسی حکم کو منسوخ کر سکتی ہے؟
کیا قرآن کے علاوہ بھی حضور پر وحی آتی تھی؟
بصیرتِ رسول کے خداداد ہونے کا مفہوم
وحی کی اقسام از روئے قرآن
وحی غیر متلو پر ایمان بالرسول کا جز ہے
کیا وحی غیر متلو بھی جبریل ہی لاتے تھے؟
کتاب اور حکمت ایک ہی چیز ہیں یا الگ الگ

کتاب کے ساتھ میزان کے نزول کا مطلب
ایک اور کج بحثی
تحویلِ قبلہ والی آیت میں کون سا قبلہ مراد ہے؟
نبی پر خود ساختہ قبلہ بنانے کا الزام
لقد صدق اللہ رسولہ الرویا کا مطلب
''دروغ گویم برروئے تو''
نبانی العلیم الخبیر کا مطلب
حضرت زینب کا نکاح اللہ کے حکم سے ہوا تھا یا نہیں؟
باذن اللہ سے مراد قاعدہ جاریہ ہے یا حکمِ الٰہی؟
ایک اور خانہ ساز تاویل
سوال از آسمان وجواب از ریسماں
وحی بلا الفاظ کی حقیقت ونوعیت
سنتِ ثابتہ کو ماننے سے انکار اطاعتِ رسول سے انکار ہے
عدالتِ عالیہ مغربی پاکستان کا ایک اہم فیصلہ ترجمہ از ملک غلام علی صاحب
تبصرہ از ابوالاعلیٰ مودودی
دو اصولی سوالات
فقہ حنفی کی اصل حیثیت
فاضل جج کے بنیادی تصورات
تصوراتِ مذکورہ پر تنقید
اجتہاد کے چند نمونے
تعددِ ازواج کے مسئلے میں فاضل جج کا اجتہاد
اس اجتہاد کی پہلی غلطی
دوسری غلطی
تیسری غلطی

چوتھی غلطی
پانچویں غلطی
دوسرا اجتہاد، حدِ سرقہ کے بارے میں
تیسرا اجتہاد، حضانت کے مسئلے میں
بنیادی غلطی
سنت کے بارے میں فاضل جج کا نقطۂ نظر
سنت کے بارے میں امت کا رویہ
فاضل جج کے نزدیک دین میں نبی کی حیثیت
نبی کی اصل حیثیت از روئے قرآن
کیا وحی صرف قرآن تک محدود ہے؟
کیا حضور اپنے خیالات کی پیروی کے لئے آزاد تھے؟
حضور کی سنت غلطیوں سے پاک ہے یا نہیں؟
اتباعِ رسولؐ کا حقیقی مفہوم
کیا حضور کی رہنمائی صرف اپنے زمانے کے لئے تھی؟
خلفائے راشدین کے اتباعِ سنت کی وجہ
امام ابوحنیفہ کا علمِ حدیث اور اتباعِ سنت
فاضل جج کے نزدیک احادیث پر اعتماد نہ کرنے کے وجوہ
وجوہ مذکورہ پر تنقید
کیا جھوٹی حدیثیں اسلامی قانون کا ماخذ بنی ہیں؟
کیا جھوٹی حدیثیں حضور کے زمانے میں ہی رواج پانے لگی تھیں؟
حضرت عمرؓ نے کثرتِ روایت سے کیوں منع کیا؟
امام بخاری کی چھ لاکھ حدیثوں کا افسانہ
جھوٹی حدیثیں آخر گھڑی ہی کیوں گئیں؟
استدلال کی تین غلط بنیادیں

کتابتِ حدیث کی ابتدائی ممانعت اور اس کے وجوہ
کتابتِ حدیث کی عام اجازت
احادیث کو زبانی روایت کرنے کی ہمت افزائی بلکہ تاکید
جھوٹی حدیث روایت کرنے پر سخت وعید
سنتِ رسول کے حجت ہونے کی صریح دلیل
کیا قابلِ اعتماد صرف لکھی ہوئی چیز ہی ہوتی ہے؟
کیا احادیث ڈھائی سو برس تک گوشۂ خمول میں پڑی رہیں؟
صحابہ کی روایتِ حدیث
دورِ صحابہ سے امام بخاریؒ کے دور تک علمِ حدیث کی مسلسل تاریخ
دوسری صدی ہجری کے جامعینِ حدیث
احادیث میں اختلاف کی حقیقت
کیا حافظے سے نقل کی ہوئی روایات ناقابلِ اعتماد ہیں؟
احادیث کے محفوظ رہنے کی اصل علت
احادیث کی صحت کا ایک اہم ثبوت
چند احادیث پر فاضل جج کے اعتراضات
بعض احادیث میں عریاں مضامین کیوں ہیں؟
اعتراضات کا تفصیلی جائزہ
دو مزید حدیثوں پر اعتراض
ایک اور حدیث پر اعتراض
سنت کے حجت نہ ہونے پر دو مزید دلیلیں
کیا محدثین کو خود احادیث پر اعتماد نہ تھا؟
احادیث میں اجمال اور بے ربطی کی شکایت
کیا حدیث قرآن میں ترمیم کرتی ہے؟
آخری گزارش

☆☆☆

ماہنامہ دعوت اہل حدیث حیدر آباد سندھ

دفاع حدیث نمبر۔اپریل ۲۰۰۸ء۔ضخامت ۲۲۴
مدیر: حافظ عبدالحمید گوندل۔جلد ۷۔ شمارہ ۱۰۰

☆☆☆

مندرجات

۱۔ عقل معیار نہیں ہے۔حافظ عبدالحمید گوندل
۲۔ بدیع التفاسیر۔علامۃ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
۳۔ کتاب وسنت میں تفریق وتحریف۔ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر
۴۔ حدیث وحی الٰہی ہے۔حافظ عبدالکریم اثری
۵۔ دین میں حدیث نبوی کا مقام۔ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر
۶۔ حجیت حدیث۔پروفیسر محمد جمن کنبھر
۷۔ منکرین حدیث کے شبہات اوران کا رد۔ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
۸۔ افکارِ پرویز اور کارِ پرویز پر ایک نظر۔پروفیسر حافظ ڈاکٹر محمد دین قاسمی
۹۔ انکارِ حدیث،حق یا باطل۔فضیلۃ الشیخ صفی الرحمان مبارکپوری
۱۰۔ سلف صالحین کا نظریۂ حدیث۔مولانا حزب اللہ بلوچ
۱۱۔ حدیث،دفاعِ حدیث اور علمائے اہل حدیث۔ملک عبدالرشید عراقی
۱۲۔ برصغیر میں فتنہ انکارِ حدیث اور اس کے علم بردار۔محمد رمضان یوسف سلفی
۱۳۔ دفاعِ حدیث اور علمائے اہل حدیث کی خدمات۔محمد تنزیل الصدیقی الحسینی
۱۴۔ برصغیر میں علم حدیث کا احیاء۔پروفیسر مولا بخش محمدی
۱۵۔ قرآن سے حدیث تک۔حافظ محمد علی صدیقی
۱۶۔ آوازِ حق۔حافظ عبدالحمید گوندل

حوالہ جات

۱۔ سبا:۲۸

۲۔ الانبیاء:۱۰۷

۳۔ الاحزاب:۲۱

۴۔ الاحزاب:۴۰

۵۔ احادیث کی دین میں اہمیت۔مولانا ابوبکر اصلاحی

۶۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہُ فانتھوہ

۷۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہٖ ویزکیھم و یعلمھم الکتب والحکمۃ

۸۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون

۹۔ قالت عائشۃ کان خلقہ القران (الحدیث)

۱۰۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

۱۱۔ لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

۱۲۔ اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت/ ابوسلیم محمد عبدالحی

۱۳۔ اتباع سنت کا مفہوم۔مرتب

۱۴۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہُ (آل عمران۔۳)

۱۵۔ دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام۔مرتب

۱۶۔ مدیر

۱۷۔ حدیث زندگی کے مختلف شعبوں میں کس طرح راہنمائی کرتی ہے۔مولانا ابوالحسن علی ندوی

۱۸۔ کتاب وسنت دین کے ستون ہیں/ ماہر القادری

۱۹۔ جواہر اقبال